ڈاکٹر شوکت علی قمر

حضرت سچل سرمست کی پنجابی غزل گوئی

Abstract: - *Sachal Sarmast, being a known poet of sufiism is the poet of many languages such as Persian , Sindhi, Siraieki and Urdu. In this article , Ghazales in Punjabi language, in his poetry have also been pointed out and declaring him the second important poet of Punjabi language, together with literary beauty in his work has been also mentioned.*

پنجابی زبان کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہ عظیم زبان صوفیوں، درویشوں اور ولیوں کے ہاتھوں پلی بڑھی ہے۔ پنجابی زبان ___ دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔ اس کا لسانی دھارا آج سے کئی ہزار قبل گندھارا دیس میں مروجہ پالی زبان سے ہوتا ہوا ہڑپہ اور موئن جودڑو کی وادیوں تک پہنچ جاتا ہے، آگے جا کر یہ زبان پشاچی کے نام سے موسوم ہو جاتی ہے۔ پھر یہ زبان ہندی، ہندوی، لاہوری اور ملتانی کے نام سے پکاری جاتی ہے اور عہد اکبری میں اسے پنجابی کا نام مل جاتا ہے۔ قدامت کے لحاظ سے پنجابی زبان کا ادبی ورثہ برصغیر کی دوسری تمام زبانوں میں منفرد حیثیت کا حامل ہے، اور اس کے دامن میں ادب کے لازوال ہیرے جواہر موجود ہیں۔

پنجابی زبان کی صوفیانہ شعری روایت بابا فرید گنج شکرؒ (وصال 1280ء) سے لے کر خواجہ غلام فریدؒ (وصال 1901ء) تک خوشبو کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ پنجابی زبان کے صوفی شعراء نے اسلامی تصوف کو بھرپور اور پُر بلیغ عوامی انداز میں بیان کیا ہے۔ پنجاب سے باہر جن صوفی شعراء نے پنجابی زبان میں صوفیانہ شاعری کی ہے ان میں سندھ کے مشہور درویش اور اولیائے کامل شعراء حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی اور حضرت سچل سرمست کے نام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی سندھی زبان کے عظیم عوامی صوفی شاعر ہیں۔ انھوں نے پنجابی زبان میں بھی ''وائی'' کی صنف میں صوفیانہ شاعری کی ہے، معروف پنجابی تذکرہ نگار عبدالغفور قریشی نے اپنی

معروف کتاب ''پنجابی ادب دی کہانی'' میں آپ کی ایک پنجابی ''وائی'' کا نمونہ درج کیا ہے۔(۱) حضرت بھٹائی کا پنجابی زبان میں مرثیہ بھی ملتا ہے۔(۲) حضرت سچل سرمستؒ بھی معروف سندھی عوامی شاعر ہیں۔آپ کو ہفت زبانی شاعر بھی کہا جاتا ہے حضرت سچلؒ نے سندھی، ہندی اور فارسی کے علاوہ پنجابی زبان میں بھی بھرپور صوفیانہ شاعری کی ہے(۳) نیز آپ نے اردو میں بھی شاعری کی ہے۔

حضرت سچل سرمست کا سلسلہ نسب فاروقی ہے۔آپ کی پیدائش سندھ کے معروف درویش میاں صاحب ڈنہ کے صاحبزادے خواجہ صلاح الدین کے گھر درازا خیر پور میں 1739ء میں ہوئی۔آپ کا اصل نام عبدالوہاب ہے آپ ولی کامل اور مست الست درویش تھے۔آپ عالم مستی میں سرمدی شاعری کرتے تھے۔ معروف قادرالکلام شاعر اور تذکرہ نگار مولا بخش کشتہ لکھتے ہیں، کہ:

''روایت ہے کہ معروف صوفی حضرت محکم الدین نے اپنی سارنگی میں سے ایک تار نکال کر حضرت سچلؒ کے سینے پر پھیرا اُسی وقت اُن پر جذب کی حالت طاری ہوگئی اور پھر یہ ساری عمر مجذوب رہے اور سرمست کہلائے''(۴)۔

حضرت سچل کے مرشد آپ کے چچا اور سسر خواجہ عبدالحق قادری تھے۔آپ کا وصال ۱۲۱۳ھ میں ہوا آپ کا مزار درازا شریف خیر پور میں ''مرجع خلائق'' ہے۔حضرت سچل سرمست قادرالکلام مست الست صوفی شاعر ہیں۔آپ تصوف میں وحدت الوجودی فکر کے قائل اور منصوری فکر کے علمبردار ہیں۔ حضرت سچل سرمست فارسی شاعری میں آشکارا اور سندھی، پنجابی اور اردو میں سچل اور سچو تخلص استعمال کرتے تھے۔پنجابی زبان میں آپ کی تصوف میں ڈوبی ہوئی کافیوں سی حرفیوں اور دوہڑوں کا بھرپور دیوان ملتا ہے جسے ''سچل جوسرائیکی کلام'' کے نام سے سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد نے شائع کیا ہے(۵) پنجابی زبان میں حضرت شاہ حسینؒ اور حضرت بلھے شاہؒ کے بعد حضرت سچل سرمست پنجابی کافی کے تیسرے بڑے صوفی شاعر ہیں آپ کی پنجابی کافیاں سندھ کے ساتھ ساتھ پنجاب میں بھی مقبول ہیں۔آپ کے پنجابی دوہڑے حضرت ہاشم شاہ کے دوہڑوں کی طرح دریائے معرفت کی حیثیت رکھتے ہیں، حضرت سچلؒ اپنی پنجابی شاعری میں حضرت شاہ

حسینؒ، حضرت سلطان باہوؒ، اور حضرت بلھے شاہؒ کی صوفیانہ شاعری سے خاصے متاثر ہیں۔حضرت بلھے شاہ سے عقیدت کے حوالے سے حضرت سچل سرمست ایک جگہ فرماتے ہیں بلھے شاہ کوں بیراگی کیتو ای جھاں دا شہر قصور(۶)۔

پنجابی زبان کے تمام تذکرہ نگاروں (مولا بخش کشتہ تا پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی) اور دانشوروں نے حضرت سچل سرمست کو پنجابی زبان کا اہم صوفی شاعر مانا اور لکھا ہے۔پنجابی زبان و ادب کے بی۔اے اور ایم۔اے سطح کے نصابات میں بھی حضرت سچل سرمستؒ کے کلام کو بطور پنجابی صوفیانہ کلام کے شامل کیا گیا ہے۔ پنجابی زبان کی اہم تنقیدی و تحقیقی کتب اور مقالہ جات میں بھی حضرت سچلؒ کو بطور پنجابی صوفی شاعر زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ حضرت سچل سرمست پر نمایاں منفرد اور بھرپور تحقیقی اور علمی ادبی کام پنجابی زبان کے معروف دانشور شفقت تنویر مرزا نے کیا ہے۔ انھوں نے حضرت سچلؒ کے منتخب سندھی، پنجابی اور فارسی کلام کا جاندار منظوم اردو ترجمہ کر کے حضرت سچلؒ کی صوفیانہ فکر کو اردو زبان میں شاندار طریقے سے ڈھال دیا ہے۔(۷) اس کتاب میں حضرت سچل کا اردو کلام بھی شامل ہے۔ نامور لیجینڈ پنجابی لکھاری شریف کنجاہی نے بھی حضرت سچلؒ کی دو معروف پنجابی کافیوں کا خوبصورت منظوم اردو ترجمہ کیا ہے(۸) جناب شفقت تنویر مرزا نے حضرت سچل کے سارے پنجابی کلام کو علیحدہ مرتب کر کے بھی چھپوایا ہے، جس کا نام ''آکھیا سچل سرمست نے'' رکھا ہے۔ اس کتاب میں بھی شفقت تنویر مرزا نے زبان اور تدوین کے حوالے سے خاصی محنت کی ہے۔ اپنی ان دونوں کتابوں میں شفقت تنویر مرزا نے حضرت سچلؒ کے عصری سماجی، سیاسی، معاشی، مذہبی ماحول اور پس منظر کے حوالے سے حضرت سچل سرمست کی شاعری پر خوبصورت علمی ادبی اور تحقیقی دیباچے لکھے ہیں۔

حضرت سچلؒ کا پنجابی کلام جسے سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد نے ''سچل جوسرائیکی کلام'' صدیق طاہر نے ''سرائیکی دیوان سچل سرمست'' اور محمد اسلم رسولپوری نے ''منتخب سرائیکی کلام حضرت سچل سرمست'' کے نام سے شائع کروایا گیا ہے، اسے سرائیکی کا نام دیا گیا ہے جبکہ لسانی اعتبار سے حضرت سچل کے کلام کے متذکرہ بالا مرتبہ دیوان پنجابی زبان کے دیوان ہیں۔دراصل ہندی، ملتانی یا سرائیکی پنجابی زبان کا ہی ایک معروف لہجہ ہے۔''جیسے پنجابی زبان کے دوسرے معروف لہجے پوٹھوہاری، دھنی، چھاچھی، شاہ پوری، ریاستی، ملتانی اور

جانگلووغیرہ'' (۹) ڈاکٹر شہباز ملک اپنی معروف کتاب'' پنجابی لسانیات''میں لکھتے ہیں کہ:

''سندھی زبان کی شمالی بولی کوسرائیکی کہا جاتا ہے۔گریرسن کا خیال ہے کہ سرائیکی اصل میں سندھ میں آئے نوآبادکاروں یا مہاجروں کی بولی ہے۔اہل سندھ اس بولی کو''اُبھے جی''(دریا کے اُوپر کے علاقے کی) بھی کہتے ہیں۔یہ نام خاص طور پر بہاولپور سے شکارپور آکر آباد ہونے والے لوگوں کی بولی کو دیا جاتا ہے سرائیکی بولی کی سانجھ لہندا لہجے کے حوالے سے ملتانی اور ریاستی کے ساتھ بنتی ہے۔'' (۱۰)

شفقت تنویر مرزا نے اپنی کتاب (مُرتبہ)'' آکھیا سچل سرمست نے''میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت سچل کا دیوان پہلی بار مرزا علی قلی بیگ نے 1903ء میں (پہلی جلد) چھپوایا،جس کے متن کے پہلے صفحے کی سُرخی ہے''سي حرفي پنجابي بولي ہم''اس کے علاوہ خیر پور یونیورسٹی کے سچل سرمستؒ ریسرچ سنٹر کی لائبریری میں اُن کی فارسی مثنوی وصل نامے کا ایک مخطوطہ موجود ہے جس پر ۷رجب ۱۲۴۵ھ کی تاریخ درج ہے اور اسے فقیر شیر محمد مسکین نے کتابت کیا ہے۔''

اوراس کے ساتھ ہی درج ذیل عنوان اور بیت درج ہے

بیت پنجابی

شمع شباہت رخ دی ڈُھم شور مچایا شمی
نامخلوق ڈیسے یار ورنگ سارا ہے ربی
رومی نہ ایرانی چلتا، رکھد اعزم.. عربی
دو ہیں جہانیں وچ پچوداؔ مشکل حل مربی (۱۱)

مندرجہ بالا حوالوں سے ہم حضرت سچل سرمستؒ کے سرائیکی کلام کو پنجابی کلام ہی کہیں اور لکھیں گے۔

حضرت سچل سرمستؒ نے پنجابی زبان میں جہاں تصوف بھری کافیاں،سی حرفیاں اور دوہڑے لکھ کر اپنے آپ کو بڑا پنجابی صوفی شاعر منوایا ہے وہاں پنجابی غزل کے حوالے سے اُن کا بطور پنجابی غزل گو شاعر اہم ادبی مقام بھی بنتا ہے۔

صدیق طاہر نے اپنے مُرتبہ دیوان میں حضرت سچلؒ کی علیحدہ پنجابی غزلیں بھی شامل کی ہیں،جبکہ شفقت تنویر مرزا نے حضرت سچل کے منظوم اردو ترجمے کی کتاب میں متعلقہ پنجابی غزلیں شامل نہیں کیں البتہ اپنی دوسری کتاب'' آکھیا سچل سرمست نے''میں صدیق طاہر نے جس کلام کو غزلیں لکھا ہے اُس کو شفقت تنویر مرزا نے کافیوں کے ضمن میں درج کیا ہے۔منظوم اردو ترجمے والی کتاب میں شفقت تنویر مرزا نے حضرت سچل کی فارسی اور اردو غزلیات بھی شامل کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سچلؒ نے سندھی اور پنجابی میں بھی ضرور غزلیں کہی ہیں (جس کا ثبوت صدیق طاہر والا دیوان ہے)۔

برصغیر میں مسلم اقتدار کے دور سے فارسی زبان سرکاری اور درباری زبان رہی ہے اس لئے غزل کی صنف فارسی شاعری سے یہاں برصغیر میں آئی ہے اور یہاں اس بیرونی پودے نے جاندار طریقے سے اپنی جڑیں مضبوط کی ہیں غزل بنیادی طور پر حُسن وعشق اور رومانی جذبات کی عکاس صنف ہے مگر وقت کے ساتھ ساتھ فکری اور فنی حوالے سے غزل میں خاصی تبدیلیاں آئی ہیں،اور اب یہاں کی غزل رُومانی جذبوں کے ساتھ ساتھ معاشرتی،ثقافتی، معاشی،سیاسی،سماجی،عصری آشوب اور نئے شعور کے احساسات اور جذبات کی بھی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔اب غزل کا نام ضرور روائتی ہے مگر غزل کے ہمہ جہتی موضوعات نے اسے نئی فکر انسانی کی غماز صنف بنادیا ہے۔

پنجابی ادب میں پنجابی غزل کا پہلا شاعر شاہ مراد (وفات 1702ء) کو مانا جاتا ہے(۱۲) شاہ مراد کے مجموعے''گلزار شاہ مراد''میں اُن کی آٹھ پنجابی غزلیں شامل ہیں اگر ہیئت کے حوالے سے دیکھا جائے تو شاہ حسینؒ (پیدائش 1539ء) کی بعض کافیاں غزل کی ہیئت میں ہیں جیسے:

ے متراں دی مجمانی خاطر دل دالھو چھانی دا
کڈھ کلیجہ کیتم بیرے ، سو بھی لائق ناہیں تیرے
ہورتوفیق نہیں کجھ میرے پیو کٹورا پانی دا

پنجابی ادبی تذکروں اور تنقیدی و تحقیقی کتب میں شاہ مراد کے بعد پنجابی غزل کا دوسرا حوالہ میاں محمد بخشؒ (پیدائش: 1830ء) کی غزلوں کا بنتا ہے جواُن کو معروف تصنیف ''سیف الملوک'' میں شامل ہیں مگر حضرت سچل سرمستؒ کی پنجابی غزلیہ شاعری کے حوالے سے (صدیق طاہر کے اندراج کے سوا) کسی پنجابی لکھاری نے بات نہیں کی۔ اب زیرنظر مضمون کے بعد (حضرت سچل سرمست کی پنجابی غزل پر یہ پہلا تحقیقی مضمون ہے) حضرت سچل کی پنجابی غزلیات کے حوالے سے یہ نئی تحقیقی بات کی جاسکتی ہے کہ پنجابی ادب میں شاہ مراد کے بعد حضرت سچل سرمست پنجابی غزل کے دوسرے بڑے شاعر ہیں جبکہ میاں محمد بخش کا نام بطور غزل گو شاعر تیسرے نمبر پر آئے گا۔

صدیق طاہر نے حضرت سچل کے سرائیکی دیوان میں پانچ غزلیں شامل کی ہیں پہلی دو غزلوں کے نیچے بالترتیب "سر پہاڑی" اور "سر جھنگلو" لکھا گیا ہے(۱۴) جبکہ باقی تین غزلوں پر کسی راگ کا نام نہیں لکھا گیا(۱۵) شفقت تنویر مرزا نے ان غزلوں کو کافیوں کے ضمن میں درج کیا ہے اور اُن پر بالترتیب "سُر پہاڑی"، "سُر جھنگلو"، "سر بروؤے جھنگلو" اور سُر ریختو بروو راگوں کے نام درج کئے ہیں۔(۱۶)

دراصل حضرت سچلؒ کی بعض کافیاں غزل کی ہیئت میں ہیں، جن کو فکری اور فنی حوالے سے غزل ہی ماننا پڑے گا۔ رہی راگوں کے حوالوں کی بات تو چونکہ کافی ایک راگنی ہے اور اس کی ہیئت اور مزاج گیت سے ملتا ہے اور کافی گانے کیلئے لکھی جاتی تھی اس لئے صوفی شعراء کی کافیوں پر راگوں کا اندراج ہوا ہے جیسے شاہ حسین کی کافیاں وغیرہ۔

حضرت سچل سرمستؒ نے فارسی اور اردو زبان میں اپنی بھرپور غزلیہ شاعری کی طرح پنجابی زبان میں بھی شاندار اور جاندار غزلیں کہی ہیں، حضرت سچلؒ کی بارہ کافیاں غزل کی مکمل ہیئت میں ہیں اور کچھ کافیوں

میں غزلیہ ہیئت کا رنگ موجود ہے۔ برصغیر میں مسلم حاکمیت میں فارسی زبان کے سرکاری درباری زبان ہونے کے ناطے سے اس کا اثر یہاں کے خطے پر گہرے ادبی انداز میں پڑا ہے۔ فارسی تغزل اور مزاج کا رنگ اردو غزل کے معروف شعراء ولی دکنی، میر، غالب اور داغ دہلوی تک نمایاں نظر آتا ہے۔ اس طرح پنجابی میں بھی شاہ مراد، سچل سرمستؒ، میاں محمد بخشؒ، گاموں خاں اور مولا بخش کشتہ کی پنجابی غزل پر فارسی غزل کا گہرا رنگ موجود ہے۔

حضرت سچلؒ کی پنجابی غزلیہ شاعری میں ان کی فارسی اور اردو غزل کی طرح ہجر و فراق، غم جاناں، درد دل، غم تنہائی، آشفتہ نوائی، بے چارگی و بے کسی، بے رُخی دلبراں، محرومی، وصل کی بے قرار آرزو، عشق کی دیوانگی، آہ وفغاں، غمزہ محبوب اور جنون عُشاق کے مضامین کے ساتھ ساتھ صوفیانہ مضامین کی جادو بیانی بھی بڑے شاندار اور جاندار طریقے سے ملتی ہے۔ حضرت سچلؒ کی درج ذیل غزل فکری اور فنی حوالے سے ایک خوبصورت مرصع غزل ہے۔

چشماں چمک چمک کر دل تے اثر ہے کیتا
کیا بات ہے اثر دی بالکل حشر ہے کیتا
وہ ناز غمزہ سیتی آیا ہے یار میرا
ایہ ڈیکھ لااُبالی زاہد حذر ہے کیتا
اک دن تماشے کیتے بازار وچ گیاہا
وچ ھاء ھاء عاشق سارا شہر ہے کیتا
ابُرو دیاں کج کماناں مژگاں دا تیر کاری
وچ عاشقاں دے سینے ہک دم گزر ہے کیتا
لکھ میر شہزادے حیران ڈیکھ ہوندے
ڈیکھ آپنی غریبی سالک صبر ہے کیتا

پائی جو عشق پھیری دلڑی لٹی ہے میری
دلدار فتح تیری دل تے گزر ہے کیتا
چشماں دا شور جانی بیشک توں زور جانی
وہ وا عجب نظارے ظاہر ضرر ہے کیتا
سچل سجن نرالا چمکار چیر والا!
ہتھ وچ ہے تیغ بھالا زخمی جگر ہے کیتا (۱۷)

اس غزل میں فنی حوالے سے مطلع مقطع بھی موجود ہے اور اثر، حشر، حذر، صبر، ضرر وغیرہ قوافی بھی آئے ہیں اور ردیف ''ہے کیتا'' بھی خوبصورت طریقے سے استعمال کی گئی ہے ہجر و فراق، آشفتہ نوائی اور غم عُشاق کے حوالے سے حضرت سچلؒ کے درج ذیل غزلیہ اشعار بڑے پُراثر ہیں اور رنگ تغزل کی حسین تصویریں ہیں:

ہمیشہ میں کنے ہوویں، نہ پیارا دور توں جاویں
اللہ لگ حال سُن میڈا، انگن ول بھیرڑا پاویں
برہ تیڈے دی بدنامی بھرائم عشق دی حامی
کڈاں عاشق نہ آرامی اساں تے چھاں مثل چھاویں
تیریاں ہن جابجا جائیں سبھا جاتوں سجن سائیں
اتھاں کیا رنگ کردا ایں، سدا عُشاق نوں بھاویں

یارو اوہیں یار دے باجھوں، جُدا جالن میڈوں مُشکل
بیراگن میں پھراں اینوں جیویں باغاں بناں بلبل
جدائی وچ کیہا جیون فراقی یار لئے تھیون
زہر دیاں سُرکیاں پیون، ہوون محبوب دامائل

اصل کنوں اشتیاق میں، کڈاں تھیاں ملاقی میں
پھراں ہے ہے فراق میں ہجر تیڈے کیتم کاہل (۱۹)

یہی رنگ اُن کی فارسی اور اُردو غزلوں میں بھی اہلِ درد کو درد کی دولت بانٹ رہا ہے جیسے:۔

کارِ عاشق روز و شب باشد ہمیں
اشکبار و اشکبار و اشکبار
مجلسِ غم داشتن عُشاق دا
گریہ زار و گریہ زار و گریہ زار (۲۰)

اس دل میں عشق نے ہے کیا شور و شر مچایا
فرقت میں تیری رونا ہے بار بار ہونا (۲۱)

حُسن پرستی کی سرمستی اور جلوۂ محبوب کی سحر کاری کے حوالے سے حضرت سچلؒ کی درج ذیل دلرُبا غزل فارسی رنگ تغزل کی مکمل عکاسی کرتی ہے۔ یہاں حضرت سچلؒ کی زبان گری بھی قابلِ دید ہے۔

مینوں اس حسن تیرے نے اے یار دیوان کیتا
جادو سے تیری چشم نے مجھ کوں مستاں کیتا
میکوں دیوانگی ہوئی ڈیکھ بشیرء کالے
تیری زلف پریشاں نے مینوں پریشاں کیتا
دلیاں لُٹیندیاں وتدیاں حُسن دیاں فوجاں ہر دم
عالم کوں تیرے عشق نے سربسر حیران کیتا
عشق دی تیزی جھاں نوں لگی اونہاں نوں تہاڈے اے دلبر
برہ بے پرواہ نے صفا بیران کیتا

نال نگہ دے تیں نے لُٹی سچو دی دِل جان
قہر اساں تے اِنجا زیادہ ابرو تے مژگان کیتا (۲۲)

دلبری ،دلربائی،نظر محبوب کی جادوگری اور عشاق کی دیوانگی کے حوالے سے درج ذیل اشعار دیکھئے:

کیہی کیہی ساڈے نال لو وے سجن جا لایو ای
درد منداں دی دِلڑی دلبر ہنس ہنس کرلُٹ جایو ای
جلوۂ حسن ویکھ کے ہوش سوں بے ہوش ہوں
جابجا سُن وے میاں اوہا چھیر چا چکایو ای (۲۳)

کھڑا چوسول وچ دلبر، تماشا ویکھنے کیتے
نکل کر جان سر صدقہ، اِتھاں اب مکھ چھپاون کیا؟ (۲۴)

ہویاں مشتاق میں طالب دیدار دا
خونی اکھیاں دے نال مارکے دل جاوندا ایں
عقل، شرم، ہوش گیا دِل کوں تھئی دیوانگی
میں کنے وو عشق دیاں فوجاں پچھوں لاوندا ایں

مندرجہ بالا اشعار میں عروضی گڑ بڑ ہے۔اسکی بڑی وجہ مُرتبین کا حضرت سچلؒ کا کلام زبانی سُن کر مدون کرنا ہے۔اس کے علاوہ معتبر اور تحقیقی متن کی عدم دستیابی بھی ہے۔حضرت سچلؒ جیسے قادر الکلام صوفی شاعر ہرگز ہرگز بے وزن کلام نہیں کہہ سکتے۔

عشق کی دیوانگی اور سرمستی حضرت سچلؒ کے محبوب موضوع ہیں۔اُن کا وجدانی لہجہ حُسن وعشق کی منفرد حسین سیر گاہوں کی طرف لے جاتا ہے۔اس حوالے سے اُن کے شعری منظر دیکھئے:

اساں نوں عشق دے یارو انجاں دیوان نہیں کیتا
ہے ہے میڈے جو سرا تے، برہ باران نہیں کیتا
کرم کرکے انگن میڈے ، جوآیا ڈینہہ ہک ساجن
ایہو افسوس ہے میکوں میں سر قربان نہیں کیتا
سارا احوال ایہو کس نوں سیاں میں آکھ سُناواں
میں بے درداں دے دروازے سجن سیران نہیں کیتا
ایہا عبرت تماشے دی سچل کوں ہے عمر ساری
پیارے نال جھاتی دے میکوں مستان نہیں کیتا (۲۶)

چونکہ حضرت سچل سرمستؒ وحدت الوجودی فکر اور اناالحق کی منصوری فکر کے بے باک علمبردار اور باعمل صوفی شاعر ہیں۔اس لئے اُن کی دوسری شاعری کی طرح پنجابی غزلوں میں بھی یہ سرمدی اور عارفانہ فکر اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔حضرت سچلؒ کے درج ذیل غزلیہ اشعار میں زبان و بیان کا سرمست دریا بہتا نظر آتا ہے، جو عقل ومنطق کی بجائے عرفان و وجدان کی زمینیں سیراب کرتا ہے۔یہاں بُلھے شاہؒ کا رنگ نمایاں ہے۔

کراں اسرار میں ظاہر ہے وچ حیرت دے حیرانی
نہ کائی جوڑ جسمانی رہی کتھ شکل انسانی
عجائب بحر وچ پیوسے جسم تے جان توں گیوسے
لہر خود آپ ہن تھیو سے تھئی سبھ موج نورانی
اناالحق دا ماریں نعرہ تھیا ہُس جسم سو پارہ
پڑھیں اسرار حق سارا کیتیں جندجان قربانی
سمجھ اِنَا اِلَیْہِ اشارت ہوئی عبرت ہمہ حیرت
جیھی وحدت تیھی کثرت سچل ہے سرسُبحانی (۲۷)

جو میں محبوب بے صورت بہر صورت ڈکھیندے ہوں
اھیں دے تا عجب جیہے سخن چیرے سنیدے ہوں
وظائف ورد کتھ چھوڑیم ھادی ھک گالھ سمجھائی
نہ خودکوں غیر حق جانیں اھیں چاڑھی چڑھیندے ہوں
کڈاں منصور آھا سے کڈاں سرمد سڈایا سے
کڈاں سندھی کڈاں ہندی اھے کھیڈاں کھڈیندے ہوں
کڈاں صاحب سیلانی ہے کڈاں عینہہ دی نشانی ہے
جتھاں پُر درد دل میری اُتھاں سچو سڈیندے ہوں (۲۸)

خود ہے اہو ای خود ہے نہیں اور کوئی الیندا
سطرحوں طرح تماشا آپنا جو آپ کریندا
عاشق تھیوے آپ تے ڈیکھ حسن اپنے کوں
نعرا "اناالحق " دا وچ بے خودی مریندا
میکوں قسم مصحف دی ہوئی قسم ہادی دی
نہیں دوسرا بھی کوئی اوہ ای ڈیکھدا، سُنیدا
موسیٰ فرعون ہکو، ایہو بھول کوئی رکھیا ہے
اوہو سبھ کہیں صورت وچ بولیاں لکھیں بولیندا
جان جسم جان کہیں دا کیہڑے طرفوں جوآیا
آپ کوں جو آپ بنائس کس واسطے بھلیندا
سچو توں کتھ نہیں، ہے اندر باہر اوہو ای
بد نیک اوہو ای کریندا توں آپ کیوں گنیندا

اسی منصوری فکر کے حوالے سے حضرت سچلؒ کی فارسی غزلوں کے کچھ اشعار شہر یار دیکھئے:

مے زنم نعرہ اناالحق آشکار
اندریں آکر زماں منصور دار
نوبت آں بادشاہی مے زنم
شہریارم، شہریارم، شہریار (۳۰)

نہ من دیندار بیدینم چہ مے دانید اے یاراں
نہ از آنم نہ ازاینم چہ مے دانید اے یاراں
نہ ہندیم نہ سندھیم نہ پنجابی نہ دکھنی ام
نہ من از ملکِ قسطنیم چہ مے دانید اے یاراں (۳۱)

حضرت سچل سرمستؒ قادرالکلام سرمست شاعر ہیں اورانہوں نے عالم مستی میں مختلف زبانوں میں ہزاروں اشعار کہے ہیں۔اُن کے کلام میں جابجا بے باک اور سرمست صوفیانہ فکر پھولوں میں خوشبو کی طرح رچی بسی ہوئی ہے۔وہ دیگر صوفی شعراء کی طرح اہل ظاہر کی ریاکاری اور منافقت پر گہری طنز کرتے ہیں اور بے حضوری کی عبادت کے سخت مخالف ہیں۔وہ دل کی حضوری اور پاکیزگی کے قائل ہیں۔وہ علم بے عمل اور زاہد ریا کی سخت مذمت کرتے ہیں۔اس حوالے سے اُن کی ایک غزل کے کچھ اشعار دیکھئے۔اُن کے اس کلام پر حضرت سلطان باہو کا اثر نمایاں ہے:

کروڑیں لکھ پڑھ کے تیکوں سرسات کیا کیتا؟
نمازاں پڑھ پڑھ کر روزا دھر، اسی طاعت کیا کیتا؟
کیا نفسی، کیا قلبی، کیا روحی، کیا سری
کیاخفی، کیااخفیٰ، ایہیں درجات کیا کیتا؟
گلیں داپوش کربیٹھیں تے ''میں صوفی ہوں''''صوفی ہوں''
مکردے تاج سرپاکے دغل دلقات کیا کیتا؟

شرف شاہی داگم کیتوای،قدر اپنا نہ جاتیو ای
اکھیندا ایں " لا اللہ الا اللہ " نفی اثبات کیا کیتا؟ (۳۲)

متذکرہ بالاحوالہ جاتی بارہ مکمل غزلوں کے علاوہ حضرت سچلؒ کی درج ذیل پانچ کافیوں پر بھی غزل کی ہیئت غالب ہےاور فارسی تغزل کامخصوص گہرا رنگ بھی موجود ہے:

اُولامصرعے:

"محبوب مکھ دکھلایا ہے، ویکھ شمع شرمایا ہے " (۳۳)

"مالک ہیں توں ملک دا، پھر چاک کیوں سڈاوندا ایں " (۳۴)

"اساں تے ہادی والڑا حال وے میاں بئے کوڑے جانیں قال وے"(۳۵)

''آکھ تاں ناؤں ''فقیر'' کیوں کر سڈاوٗندا ایں " (۳۶)

"''الحق الحق ھو، الحق ھو، مالک الملک بے گمان ہوا " (۳۷)

متذکرہ بالااولامصرعوں والے کلام کو بھی ہم غزلیہ کلام کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔اس تحقیقی مضمون کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر صدیق طاہر نے حضرت سچلؒ کے پنجابی دیوان میں سے پانچ غزلوں کی نشاندہی کی تھی تو اب راقم نے تحقیق کر کے حضرت سچلؒ کی مزید بارہ پنجابی غزلوں کی نشاندہی کردی ہےاور اُن کا فکری وفنی مطالعہ بھی پیش کردیا ہے۔اس طرح اب ہم یہ بات بڑے اعتماد اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت سچل سرمستؒ کے پنجابی کلام میں سترہ (۱۷) غزلیں اپنی منفرد اور جداگانہ حیثیت میں پورے کروفر سے موجود ہیں۔مجموعی طور پر حضرت سچل سرمستؒ کی پنجابی غزلیہ شاعری پر فارسی تغزل کا روایتی رنگ گہرا نظر آتا ہے مگر ان کا مزاج جداگانہ اور عارفانہ ہے ۔ان غزلوں کا سرمدی لہجہ،تازہ،منفرد اور توانا ہے۔بحریں مترنم ہیں اور لے گائیکی سے بھرپور ہے۔ اہل فکر ونظر اور اہل عشق کو ان غزلیات کے پس منظر میں ایک سرمست دھمال کی آواز بھی سنائی دیتی ہےاور ایک روح آفریں مہک بھی قریہء جاں میں محسوس

ہوتی ہے۔

فکری وفنی حوالے سے حضرت سچل سرمستؒ کی پنجابی غزلیں، پنجابی غزلیہ ادب کا انمول سرمایہ ہیں۔ہم بلاشبہ حضرت سچل سرمست کو شاہ مراد کے بعد پنجابی غزل کا دوسرا اہم شاعر قرار دے سکتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ معروف پنجابی دانشوروں کی ایک کمیٹی حضرت سچل سرمستؒ کے پنجابی کلام کو عرق ریزی سے ازسرنو مرتب کرے اور لسانی اور عروضی غلطیوں کا بھرپور ازالہ کرے تا کہ حضرت سچل سرمستؒ کے فکری اور فنی مقام کے مزید دریچے کھل سکیں۔

حوالہ جات:

۱۔ عبدالغفور قریشی: پنجابی ادب دی کہانی،عزیز بک ڈپو چوک اردو بازار،لاہور،1972،صفحہ نمبر 272
۲۔ حمیداللہ شاہ ہاشمی: پنجابی زبان و ادب،انجمن ترقی اردو پاکستان بابائے اردو روڈ،کراچی 1988، صفحہ نمبر 191۔
۳۔ عبدالغفور قریشی: پنجابی ادب دی کہانی صفحہ نمبر 316۔
۴۔ مولابخش کشتہ: پنجابی شاعراں دا تذکرہ کشتہ اینڈ سنز تاجران وناشران کُتب ٹمپل روڈ،لاہور 1960، صفحہ نمبر 126۔
۵۔ عبدالغفور قریشی: پنجابی ادب دی کہانی،صفحہ 316
۶۔ حضرت سچل سرمست:''آکھیا سچل سرمست نے''(مرتبہ شفقت تنویر مرزا) پاکستانی پنجابی ادبی بورڈ،لاہور 1996 صفحہ نمبر 352
۷۔ شفقت تنویر مرزا: سچل سرمستؒ(مرتبہ منظوم اردو ترجمہ) لوک ورثہ کا قومی ادارہ،اسلام آباد 1980
۸۔ شریف کنجاہی: پنجابی شاعری سے انتخاب،اکادمی ادبیات پاکستان،اسلام آباد 1983ء،صفحہ نمبر 49
۹۔ ڈاکٹر شہباز ملک: پنجابی لسانیات،مکتبہ میری لائبریری چوک اردو بازار،لاہور 1989ء،(اشاعت دوم)صفحہ نمبر 130ء،

۱۰۔ ڈاکٹر شہباز ملک: پنجابی لسانیات، صفحہ نمبر 146

۱۱۔ شفقت تنویر مرزا: آکھیا سچل سرمستؒ نے صفحہ 65,64

۱۲۔ عبدالغفور قریشی: پنجابی ادب دی کہانی، صفحہ 264

۱۳۔ کلام شاہ حسین: مرتبہ: ڈاکٹر نذیر احمد، پیکجز لمیٹڈ، لاہور 1979ء، صفحہ نمبر 73

۱۴۔ محمد صدیق طاہر: مرتبہ: سرائیکی دیوان سچل سرمستؒ: پاکستان فاؤنڈیشن شاہراہ قائداعظم لاہور 1978ء، صفحہ نمبر 106 ,104]

۱۵۔ محمد صدیق طاہر: مرتبہ: سرائیکی دیوان سچل سرمستؒ، صفحہ نمبر 254 ,252 ,250

۱۶۔ شفقت تنویر مرزا: مرتبہ: آکھیا سچل سرمست نے، صفحہ نمبر 144 ,109 صفحہ نمبر 417 تا 420

۱۷۔ سچل سرمستؒ: سرائیکی دیوان سچل سرمستؒ (مرتبہ: صدیق طاہر) صفحہ نمبر 104

۱۸۔ سچل سرمستؒ: آکھیا سچل سرمست نے (مرتبہ: تنویر مراز) صفحہ نمبر 144,145

۱۹۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 419 ,418

۲۰۔ سچل سرمستؒ: منظوم اردو ترجمہ: شفقت تنویر مرزا، صفحہ 366

۲۱۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 405

۲۲۔ سچل سرمستؒ: آکھیا سچل سرمست نے (مرتبہ: شفقت تنویر مرزا) صفحہ نمبر 420

۲۳۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 421

۲۴۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 419

۲۵۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 259

۲۶۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 336,337

۲۷۔ سچل سرمستؒ: سرائیکی دیوان سچل سرمست (مرتبہ: صدیق طاہر) 250

۲۸۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 254

۲۹۔ سچل سرمستؒ: آکھیا سچل سرمستؒ نے (مرتبہ: شفقت تنویر مرزا) 366,367

۳۰۔ سچل سرمستؒ: منظوم اردو ترجمہ شفقت تنویر مرزا صفحہ نمبر 368

۳۱۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 378

۳۲۔ سچل سرمستؒ: آکھیا سچل سرمستؒ نے صفحہ نمبر 348

۳۳۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 152

۳۴۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 229

۳۵۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 307

۳۶۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 313

۳۷۔ سچل سرمستؒ: ایضاً صفحہ نمبر 355

☆☆☆